راجہ نور محمد نظامی
بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال، ضلع اٹک

راولپنڈی کا ایک قدیم اردو اخبار چودھویں صدی اور اس کے مدیر قاضی سراج الدین احمد

Qazi Siraj ul Din launched a weekly Chaudhween Saddi (fourteenth century) as its editor on 1 March 1895. This newspaper has been serving the cause of the Muslims for a long period. In this paper, the writer has shown how this journalistic work and its editor served the language and people by giving voice to Muslims of the subcontinent.

یکم مارچ ۱۸۹۵ء کو قاضی سراج الدین احمد نے راولپنڈی سے "ہفت روزہ چودھویں صدی" کا آغاز کیا۔[1] مدیر قاضی سراج الدین احمد (خود) تھے۔ جو سرسید (احمد خان بانی مدرسہ علی گڑھ) کے قریبی دوست تھے۔ مالک منشی امیر علی تھے۔ بارہ صفحات پر مشتمل یہ اخبار ہر مہینے کی یکم، ۸، ۱۵ اور ۲۳ تاریخوں کو شائع ہوتا تھا۔ قاضی صاحب نے چودھویں صدی پریس بھی قائم کیا۔ یہ پریس پرانے قلعہ (موجودہ بازار کلاں) میں واقع تھا۔ یعنی پنڈی کی جامع مسجد کے سامنے نیچے کی منزل پر پریس تھا۔ اوپر کی منزل میں مکان تھا جو قاضی صاحب نے کرایہ پر دے رکھا تھا۔ ان کا اپنا قیام ڈی۔ اے، وی کالج روڈ پر نمبر شاید جے۔ ۳۳۹ تھا۔ اس پریس کے مصحح اور مہتمم حکیم محمد حسین طبیب احمد آبادی تھے۔[2] حکیم صاحب شاعر بھی تھے اور پریس کے کام کے ساتھ ساتھ مطب بھی کرتے تھے۔ قاضی صاحب کی (مطبوعہ) کتابوں کے آخر میں حکیم صاحب کی دواؤں کے اشتہارات بھی درج ہیں۔ جو چودھویں صدی پریس میں ہی فروخت کی جاتی تھیں۔ شفا خانے کا پتہ تھا۔ "بقائے نسل انسان چودھویں صدی پریس راولپنڈی"۔ پریس کے منیجر کی معرفت کتابوں کی (طباعت) و فروخت کا بھی انتظام تھا۔[3] یعنی پریس سے اخبار چودھویں صدی کے علاوہ کتابیں بھی شائع کی جاتی تھیں۔ راقم کی ذاتی کتب خانہ میں اس پریس سے شائع ہونیوالی چند کتب موجود ہیں۔[4] مثلاً حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان جو مناظرہ لاہور ۱۹۰۰ء طے پایا تھا اس کی مکمل روئیداد و احوال پیراندتہ درزی ساکن موضع جوڑا سیاناں نزد وزیر آباد نے ایک منظوم رسالہ "تحفہ خادم" میں لکھے جس کے سر ورق پر لکھا ہے۔ "مطبع چودھویں صدی راولپنڈی میں قاضی حاجی احمد انصاری منیجر مطبع کے اہتمام سے طبع ہوا۔ ۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱ء)۔[5] "ہفت روزہ چودھویں صدی" یکم دسمبر ۱۸۹۵ء کے شمارہ کے چار صفحات راقم کے ذاتی کتب کانہ میں محفوظ ہیں۔ اس کے سر ورق پر نصف صفحے کے اوپر کے حصے پر اخبار کا ٹائٹل ہے۔ صفحے کے دائیں بائیں دونوں اطراف پر کھجور کے درخت ہیں۔ دونوں درختوں کے درمیان ایک محرابی ڈاٹ ہے۔ جس میں انگریزی میں "دی چودھویں صدی" اور درختوں کے درمیان زمین پر منقش حاشیہ کے درمیان راولپنڈی لکھا ہے۔ زمین اور ڈاٹ کے

درمیان منقش حاشیہ چاند ہے اور زمین کے نیچے ڈبل حاشیہ کے درمیان شمارہ نمبر ۳۷، راولپنڈی یکم اگست ۱۸۹۵ء بمطابق ۱۲ جمادی الاخر ۱۳۱۳ھ یوم یکشنبہ جلد نمبر ۱، لکھا ہے۔ اداریہ کی جگہ مضمون ''ترکی اور طاقت ہائے یورپ'' لکھا ہوا ہے۔مضمون کے خاتمہ کے بعد ''انجمن حمایت اسلام لاہور کا گیارھواں سالانہ جلسہ'' کے عنوان سے سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور شمس الدین کی طرف سے اطلاع مشتہر کی گئی ہے۔ امرتسر کے ایک ہندو اخبار ''خیر خواہ عام'' کے ایک مضمون'' سوانح عمری گرو تیغ بہادر'' میں محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کی کردارکشی کی گئی تھی۔ اس کا جواب لکھا گیا۔ اس کے بعد منشی غلام حیدر سیکنڈ ہیڈ ماسٹر پنڈ دادن خان (ضلع جہلم) کی دو کتابوں ''الہام فطرت'' اور ''اسرار الاسلام'' پر تبصرہ لکھا گیا۔ اس کے بعد ''چین کے مسلمانوں کی بغاوت اور سیلون (سری لنکا) میں ایک ہندو کے مسلمان ہونے کی تفصیلی خبریں ہیں۔

۳۱X۲۴ سنٹی میٹر سائز کے اس اخبار کے دو کالم ہوتے تھے۔ صفحات کے حاشیوں پر اشتہارات درج کیے جاتے تھے۔ اخبار میں عالمی سیاسی مسائل ، ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل، اسلامی تاریخ اور اسلامی موضوعات پر مضامین اور خبریں شائع کی جاتی تھیں۔[۶] اخبار سلطان ترکی کے متعلق انگریزوں کی پالیسی پر نکتہ چینی کرتا تھا۔[۷]

چودھویں صدی مسلمانوں کا ہمدرد اور بہی خواہ اخبار تھا۔ اس کی نمایاں خصوصیات یہ تھیں۔ اخبار مسلمانوں میں ان کی عظمت رفتہ کے احساس کو بیدار کرنے کے لیے ایسے تاریخی مضامین بھی شائع کیا کرتا تھا۔ جس سے مسلمانوں کے قومی مسائل کے علاوہ عالمی سطح کے معاملات میں بھی دلچسپی لیتا تھا۔

ایسے واقعات جو مسلمانوں کی حق تلفی یا ان کی دل آزادی کا باعث ہوتے تھے اخبار ان کے خلاف نہایت جرات مندی سے آواز بلند کرتا تھا۔ مشن پریس سے جب ایک دل آزار کتاب ''امہات المومنین'' شائع ہوئی تو اخبار نے ۲۳ /مارچ ۱۸۹۹ء کی اشاعت میں ''ایک عیسائی مصنف کا ظلم قابل توجہ پنجاب گورنمنٹ'' کے عنوان سے کتاب کی شدید ترین الفاظ میں مزمت کی۔ اس طرح اینگلو انڈین اخبارات جو دیسی اخبارات کے خلاف معاندانہ تحریریں چھاپتے رہتے تھے ان کے اس رویے کے خلاف چودھویں صدی (۱۵ ستمبر ۱۸۹۷) نے لکھا: ''دیسی اخباروں سے انگریزی اخبارات والے جلتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ ان کی قلعی کھول دیتے ہیں۔ اور ان کی طرح گربہ شافتہ گفت باران است کے مصداق نہیں بنتے۔ وہ اخبار جو گورنمنٹ کے ہوا خواہ کہلاتے ہیں ان سے کوئی نہیں پوچھتا کہ تم آئیں بائیں شائیں جو چاہتے ہو کیوں بک جاتے ہو اور اس طرح ہندوستانی رعایا کو باغی کہہ کہ ان کی شکستہ دلی کیوں کرتے ہو۔ انگریزی اخبار والوں کو شرم نہیں آتی کہ رعایا کی بدخواہی دکھلانے اور بیان کرنے میں کیا گورنمنٹ ملکہ معظّمہ قیصر ہند کی ہند کی عظمت و ہر دلعزیزی میں فرق نہ آئے گا۔''[۸]

چودھویں صدی اخبار سرسید احمد خان بانی مدرسہ علی گڑھ کے افکار و نظریات کا علمبردار اور ترجمان تھا۔ اس کے بانی ایڈیٹر قاضی سراج الدین صاحب سرسید کے دوستان خاص میں سے تھے اور سرسید احمد خان کے لٹریری سیکرٹری بھی رہے تھے۔

چودھویں صدی میں سرسید کے مضامین بھی شائع ہوتے رہے۔ اور ان کے انتقال (۲۷ /مارچ ۱۸۹۸) پر اخبار نے سرسید کی حیات و خدمات پر ایک خصوصی شمارہ (۱۵ /اپریل ۱۸۹۸) شائع کیا۔ جس میں مضامین ، مرثیے، خطوط، تعزیتی جلسوں کی رودادیں

شائع کیں۔ بعد کے شماروں میں بھی تعزیتی مضامین کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔[9]

محمد افتخار کھوکھر لکھتے ہیں۔''چودہویں صدی علی گڑھ تحریک کے بانی سر سید احمد خان کے افکار و نظریات کا زبردست حامی تھا۔ اس لیے علی گڑھ تحریک کے حوالے سے تحریریں بڑے اہتمام سے شائع کی جاتی تھیں۔''[10]

سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی ''افکار راولپنڈی ڈائرکٹری ۱۹۶۲ء''، صفحہ ۳۵۳،۳۵۴ پر لکھتے ہیں۔''اس روشن حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ خان بہادر قاضی سراج الدین صاحب بیرسٹر راولپنڈی کے قانونی، ادبی اور صحافتی حلقوں میں منور آفتاب بن کر چمک رہے تھے اور عوام و جمہور کے جلیل القدر رہنما تصور کیے جاتے تھے۔ خواص و عوام بھی اور خاص طور پر انگریز حکمران آپ کو انتہائی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے......آپ نے عوام و جمہور کی ترجمانی قیادت کے لیے ''چودہویں صدی'' نام کا ایک مقبول عام اخبار نکال رکھا تھا جس کو اس زمانہ میں ترجمان حقیقت کا درجہ حاصل تھا۔''[11]

قاضی صاحب کی عدالتی و ذاتی مصروفیات کیوجہ سے ہفت روزہ چودہویں صدی جاری نہ رہ سکا۔ کچھ عرصہ بند رہا۔ پھر ماہوار رسالے کی صورت میں شائع ہونے کا اعلان ہوا۔ قاضی صاحب نے داستان پاستان کے نام سے ناول نگاری کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ اس سلسلے کا پہلا ناول حصہ ''فاتح ہسپانیہ'' مطبع چودہویں صدی پریس راولپنڈی سے ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا۔ اس کے آخر میں چودہویں صدی ماہوار رسالہ کے بارے میں یہ اشتہار شائع ہوا۔

> جب یہ باور کرلیا گیا تھا کہ چودہویں صدی اپنے اغراض و فرائض کو پورا کر چکا ہے اور اس کی ایسی ضرورت نہیں رہی جیسی کہ اس کے اجراء کے وقت تھی تو اس کو بند کر دیا گیا تھا۔ لیکن ملک کی موجود حالت کے لحاظ سے جس میں ایک طوفان بے تمیزی پیدا کیا جا رہا ہے۔ اور چند دیوانہ اور بد اندیش جماعتوں کے ہاتھ سے حکومت اور رعایا دونوں معرض خطر میں دکھائی دیتے ہیں پھر ضروری سمجھا گیا ہے کہ چودہویں صدی کو جاری کیا جائے اس کے مالک و ایڈیٹر قاضی سراج الدین احمد بیرسٹر ایٹ لاء کی مصروفیات کی وجہ سے چودہویں صدی کو اعلیٰ درجہ کے اہتمام کے ساتھ چھاپنا صرف ایک ماہواری رسالہ کی شکل میں ہوسکتا ہے۔ پس آئندہ اس کو ماہواری رسالہ کی شکل میں چھاپا جائے گا۔ رسالہ کی حیثیت ایسی بنائی جائے گی کہ اس کی آواز مسلماناں ہندوستان کی صدا سمجھی جائے گی۔ اس میں ہر قسم کے تاریخی، علمی، اخلاقی، تجارتی اور اصلاحی مضامین درج ہوں گے۔ اور کوئی ایسا امر، مضمون، اطلاع یا خبر جو ہندوستان کے مسلمانوں کی دلچسپی یا نفع کا باعث ہو ترک نہیں کی جائے گی۔ اس رسالہ کو مسلمانوں کی ان تمام عملی کاروائیوں کا جو ان کی ملکی تجارت یا اصلاحی امور کے متعلق کرنی چاہیں ایک ذریعہ اور آلہ بنایا جائے گا۔ اور بہت تھوڑے عرصہ میں یہ امر ثابت کر کے دکھا دیا جائے گا کہ اس رسالہ کی مسلمانان ہندوستان کو کس قدر ضرورت تھی۔
>
> ایک خصوصیت رسالہ چودھویں صدی کی یہ ہوگی کہ کوئی مضمون جو کسی اردو انگریزی یا عربی اخبارات اور رسالہ میں ایسا چھپے گا جو مسلمانوں کے پڑھنے کے واسطے دلچسپ یا مفید ہوگا وہ بلحاظ از زیاد ضخامت اس رسالہ میں چھاپ دیا جائے گا۔

رسالہ کی ضخامت پچاس صفحہ تک ہوگی۔ عمدہ کاغذ پر بہت اہتمام سے چھاپا جائے گا۔ اور چندہ سالانہ پانچ روپے ہوگا۔ طالب علموں سے چار روپے منظور کر لیے جائیں گے۔ درخواستیں جلد آنی چاہیں کہ رسالہ فوراً جاری کر دیا جائے گا۔ اس رسالہ کے واسطے ایک سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے۔ جس کو تنخواہ دی جائے گی۔ اور قابل مضمون نگاروں کو معاوضہ دیا جائے گا۔

المشتہر

منیجر چودھویں صدی راولپنڈی[۱۲]

ہفت روزہ چودھویں صدی کے مختلف شمارے کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی بھوئی گاڑ ٹیکسلا، کتب خانہ ڈاکٹر گوہر نوشاہی اسلام آباد، کتب خانہ پاکستان آرکائیوز اسلام آباد وغیرہ میں دستیاب ہیں۔ لیکن ماہنامہ چودھویں صدی راولپنڈی کا ابھی تک کوئی شمارہ ہمارے علم میں نہیں ہے۔ لیکن ڈاکٹر مسکین علی حجازی نے اپنی کتاب پنجاب میں اردو صحافت کی تاریخ صفحہ ۱۸۹ پر ہفت روزہ ذوالقرنین بدایوں (بھارت) کا ایک حوالہ دیا ہے جس معلوم ہوتا ہے کہ ''ماہنامہ چودھویں صدی'' شائع ہوا تھا۔ ذوالقرنین بدایوں کی عبارت درج ذیل ہے۔

''راولپنڈی سے قاضی سراج الدین بیرسٹر ایٹ لاء کہنہ مشق اور مشہور اخبار نویس کی ایڈیٹری میں ''چودھویں صدی'' پہلے ایک ہفتہ روزہ اخبار تھا۔ اب ماہوار رسالہ کی صورت میں شائع ہوا ہے۔ یہ رسالہ زیادہ تر مسلمانوں کو پولیٹکل راستہ پر ڈالنے کی رہبری کرے گا۔''

اس کے مدیر قاضی حاجی احمد تھے۔ یہ کانگرس اور ہندوؤں کے موقف کے مقابلہ میں مسلمانوں کے حقوق کا ترجمان تھا اور مسلم ہندو مسئلہ پر اظہار خیال کرتا تھا۔[۱۳]

ماہنامہ چودھویں صدی راولپنڈی، ۱۹۱۰ء میں پہلی بار شائع ہوا تھا۔

قاضی سراج الدین احمد

بانی و ایڈیٹر چودھویں صدی راولپنڈی

قاضی سراج الدین احمد بن قاضی کرم الدین بن قاضی نور احمد ۶۷-۱۸۶۶ء میں بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ خاندانی سلسلہ نسب حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطابؓ سے ملتا ہے۔ ہندوستان میں آپ کے جد اعلیٰ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر چشتی پاکپتن والے بزرگ ہیں۔ ان کی اولاد میں سے شیخ محمد طاہر بن شیخ یوسف ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں آباد تھے جن کے فرزند قاضی عبدالشکور ایمن آباد سے بھیرہ میں آکر آباد ہوگئے۔ آپ کا خاندان بھیرہ میں قضاۃ کے ساتھ ساتھ امامت بھی کرواتا تھا۔ آپ کے والد گرامی قاضی کرم الدین بھیرہ کے امام مسجد اور قاضی تھے۔

۱۸۷۲ء میں قاضی صاحب کی رسم بسم اللہ ہوئی۔ احباب جمع ہوئے۔ پہلا درس خود قاضی کرم الدین نے دیا۔ دینی علم کے

علاوہ دنیاوی تعلیم اینگلو ورنیکلر مڈل سکول (بھیرہ) میں حاصل کی۔ ۱۸۸۱ء میں آٹھویں جماعت پاس کر لی۔

جس کے بعد تعلیم کا سلسلہ کچھ عرصے کے لیے منقطع ہو گیا۔ پھر آپ کوئٹہ چلے گئے جہاں اڑھائی سال تک محکمہ بارک ماسٹری میں ملازمت کی اور گھر واپس چلے آئے۔ ۱۸۸۴ء کے بعد میٹرک کی تعلیم کے لیے لاہور بھیجے گئے۔ ۱۸۸۶ء میں لاہور سے انٹر کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اور اس سال انہیں ریاست ناہن سرمور میں روزگار مل گیا اور سپرنٹنڈنٹ پرنٹنگ آفس مقرر ہوئے۔ یہیں سے آپ کی صحافتی زندگی کا آغاز ہوا۔ اور اخبار سرمور گزٹ جاری کیا۔ اسی دوران مئی ۱۸۸۸ء میں اپنے حقیقی چچا کی لڑکی سے شادی ہوئی۔ ان کی بیگم کے نام صالحہ بیگم تھا۔ ریاست سرمور کے قیام کے دوران قاضی صاحب کی علمی ادبی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ اخبار سرمور گزٹ آپ نے جاری کیا۔ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب لکھتے ہیں۔ ''غالباً اس زمانے میں سرسید سے ان کے مراسم ہوئے ہوں گے۔'' [۱۵]

اپریل ۱۸۸۹ء میں آپ نے لاہور میں نماز پر ایک لیکچر دیا۔ اور اس خیال کی تردید کی کہ سرسید قرآن کے صرف دس پاروں کو مانتے ہیں اور باقی کو خارج کرنے کے قابل سمجھتے ہیں۔ اس زمانہ میں قاضی صاحب نے سرسید کی تحریرات کے بارے میں ایک اشتہار ''علی گڑھ انسٹیوٹ گزٹ ۲۲/اکتوبر ۱۸۸۹'' میں شائع کروایا کہ تصانیف امام غزالی کے سلسلے میں سرسید نے اپنی تحریریں سرمور گزٹ میں شائع کرنے کے لیے ہمیں دے دی ہیں۔'' [۱۶]

سرسید کے زندہ دلان پنجاب میں یوں تو سردار محمد حیات خان (آف ضلع راولپنڈی) اور برکت علی خان کو نمایاں اہمیت حاصل ہے لیکن عملی سطح پر علی گڑھ تحریک کے مقاصد کی نشر و اشاعت پنجاب میں منشی سراج الدین احمد [۱۷] نے کی۔ [۱۸] انہیں سرسید اور ان کے خیالات سے قلبی تعلق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سرسید کے ہندوستانی سوانح نگاروں میں اولیت منشی سراج الدین کو حاصل ہے۔ ان کے مسودہ کو ایڈٹ کر کے مولانا الطاف حسین حالی نے ''حیات جاوید'' کے نام سے کیا۔ اس کا ذکر ''حیات جاوید'' کے دیباچے میں مولانا الطاف حسین حالی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ کچھ دنوں بعد سرسید کے نہایت خالص و مخلص دوست آنریبل حاجی اسمٰعیل خان رئیس دتاولی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ معزز لائف جہاں تک ممکن ہو جلد اردو زبان میں مکمل طور پر لکھی جائے۔ چنانچہ ان کی تحریک سے میرے دوست منشی سراج الدین احمد مالک و مہتمم ''چودھویں صدی'' سرسید کی لائف لکھنے پر آمدہ ہو گئے۔ انہوں نے بڑی کوشش سے اس کے لیے میٹریل جمع کیا۔ [۱۹] ...... جس وقت ان کو میرا یہ ارادہ معلوم ہوا انہوں نے تمام مسودات جو منشی سراج الدین نے مرتب کیے تھے میرے حوالے کر دیے اور اپنے دوست منشی سراج الدین کا بھی ممنون ہوں کہ ان کے مسودات سے میں نے فائدہ اٹھایا۔ [۲۰] مولانا الطاف حسین حالی قاضی صاحب کے ہاں ناہن میں مئی ۱۸۹۲ء میں قیام پذیر رہے۔ اور اپنی کتاب مقدمہ شعر و شاعری کے لیے آپ سے مواد لیا۔ [۲۱] اس دوران قاضی صاحب نے ''سیرت الفاروق'' لکھی جو جنوری ۱۸۹۳ء میں قاضی صاحب نے شائع کر دی۔ اس کے بعد قاضی صاحب چیف جج بن کر ریاست پونچھ کشمیر چلے گئے۔ تین برس قاضی صاحب کا وہاں قیام رہا۔ اس دوران وہاں آپ کی دوسری شادی فاطمہ بیگم سے ہوئی۔ [۲۲]

۱۸۹۵ء کے شروع میں قاضی صاحب راولپنڈی واپس آ گئے۔ اور یہاں آ کر مطبع چودھویں صدی پریس قائم کیا۔ اور ہفت

روزہ چودھویں صدی اخبار کی اشاعت کا کام شروع کیا۔ پہلا شمارہ یکم مارچ ۱۸۹۵ء کو شائع ہوا۔ اس اخبار کی اشاعت کے دوران قاضی صاحب ۱۸۹۸ء میں بیرسٹری کی تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے اور ۱۹۰۱ء میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرکے لوٹے اور راولپنڈی میں وکالت کا آغاز کیا۔[۲۳] اس زمانے میں قاضی صاحب کی کتاب حیات صلاح الدین شائع ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے راولپنڈی میں مستقل رہائش اختیار کی اس زمانے میں قاضی صاحب نے راولپنڈی کی سوشل اور تعلیمی زندگی میں بڑی سرگرمی دکھائی۔ ۱۹۱۳ء میں مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے نام سے ایک انجمن قائم کی اس کے بانی وسیکرٹری قاضی صاحب تھے اس کے ایک اجلاس کی رویداد پیسہ اخبار لاہور میں شائع ہوئی۔[۲۴] انجمن اسلامیہ راولپنڈی کے روح رواں اور سیکرٹری بھی رہے۔[۲۵] آپ کی کوششوں سے اسلامیہ سکول مری روڈ کی عمارت اور اس کا ہاسٹل تعمیر ہوا۔ جامع مسجد کی تعمیر میں بھی آپ کا بڑا کردار ہے۔

راجہ محمد عارف منہاس لکھتے ہیں ’’آپ نے راولپنڈی کے مسلمانوں کے لیے دو ایسے عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ ان کا نام ان شاء اللہ قیامت تک یاد رہے گا۔ ایک تو انہوں نے اسلامیہ سکول قائم کیا اور دوسرا راولپنڈی کی جامع مسجد کو چند احباب کے ساتھ مل کر تعمیر کروایا۔ خان بہادر قاضی سراج الدین راولپنڈی کے اعلیٰ پایۂ کے قانون دان تھے۔ علمی، ادبی، سماجی اور مذہبی انجمنوں کے درخشندہ ستارہ تھے۔ مسلمانوں کے اہم رہنما تھے۔‘‘[۲۶] قاضی صاحب بڑے عالی دماغ اور روشن خیال انسان تھے وہ تعلیم کی اشاعت میں نہایت سرگرمی سے کام کرتے تھے۔ راولپنڈی میں انجمن اسلامیہ کے بانیوں میں سے تھے۔ اس انجمن نے اس زمانے میں تعلیمی میدان میں مسلمانوں کی بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ قاضی صاحب کو راولپنڈی کا سرسید بھی کہا جاتا ہے۔[۲۷] قاضی صاحب نے دیگر کاموں کے ساتھ ساتھ ناول نگاری کا کام بھی شروع کیا جس کا نام ’’داستان پاستان‘‘ تھا۔ ایک اوریجنل تاریخی ناولوں کا سلسلہ تھا جس کے تین ناول ہسپانیہ کی اسلامی تاریخ پر لکھے گئے۔ دوسرا سلسلہ دوسری زبانوں سے ناولوں کے ترجمہ کا تھا اس سلسلہ کا صرف ایک ناول ’’حجاج بن یوسف‘‘ شائع کیا گیا۔ ۱۹۰۸ء میں دوسری بیگم فاطمہ کا انتقال ہوگیا اور قاضی صاحب نے راولپنڈی ڈھوک رتہ کی پٹھان فیملی کے تاج محمد میر اور منشی عطاء محمد کی بہن زینت جان سے شادی کر لی۔[۲۸] قاضی صاحب نے جنگ عظیم اول ۱۹۱۴ء کے موقع پر انگریز حکمرانوں کی فوجی بھرتی میں بڑی مدد کی اور اس کے لیے اپنی وکالت بھی چھوڑ دی جس پر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی نے آپ کی بڑی تعریف کی اور اپنی مرتبہ رپورٹ میں لکھا کہ اس زمانے میں پنجاب بلکہ ہندوستان میں سرکار برطانیہ کی امداد قاضی سراج الدین سے زیادہ کسی نے نہیں کی۔ آپ کی کوششوں سے اڑھائی سال کی مدت میں ۴۰ ہزار سے زاید آدمی بھرتی ہوئے۔ حکومت نے خدمات کے صلے میں ضلع گجرات تحصیل پھالیہ میں پھلرواں کے قریب چک نمبر ۲۹ میں پانچ مربعے زرعی اراضی اور عدالت میں پبلک پروسیکیوٹر مقرر کیا گیا۔ اور خان بہادر کا خطاب بھی ملا۔ انگریز حکومت کے حامیوں میں سے تھے سیاسی، سماجی، علمی، ادبی حوالے سے حکومت وقت کی حمایت کی۔ ان خدمات کے صلے میں حکومت وقت نے قاضی صاحب کو خان بہادر کا خطاب گجرات کے ضلع میں پانچ مربعے زمین، بھرتی کا بیج، جنگی خدمات کا بیج، وائسرے کی سند اور دوسری اسناد وخلعتیں عطا کیں۔ یکم جنوری ۱۹۱۶ء میں ’’حقیقت خلافت اور مسلمانوں کا فرض‘‘ کے عنوان سے ۸۹ صفحات کا ایک پمفلٹ شائع کرایا۔ یہ کتابچہ میاں نادر دین ٹھیکہ دار سرائے کالا (ٹیکسلا) نے مطبع روز بازار امرت سر سے چھپوا کر شائع کیا۔‘‘[۳۰]

۱۹۱۸ء میں قاضی صاحب نے ایک ماہنامہ صراط مستقیم شائع کیا جس کا ایک شمارہ مارچ ۱۹۲۲ء میجر منظور الحق صدیقی صاحب راولپنڈی کے کتب خانہ میں تھا۔عزیز ملک صاحب راول دیس میں لکھتے ہیں۔ قاضی سراج الدین احمد بیرسٹر نے ''صراط مستقیم '' کے نام سے ایک سہ ماہی مجلّہ نکالا تھا۔ اس میں مذہبی اور سیاسی نوعیت کے مضامین شائع ہوتے تھے۔[۳۱] ان کے آخر عمر میں دوسرے مشاغل کے ساتھ تصوف کی طرف جھکاؤ دکھائی دیتا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے نسبت معنوی بھی آپ نے کی تھی۔[۳۲] قاضی صاحب نے جب راولپنڈی میں نیا مکان تعمیر کروایا تو حضرت پیر مہر علی شاہ وہاں تشریف لے گئے تھے دعا کروانے کے لیے اس سفر کی مکمل رویداد ملفوظات مہریہ کے صفحات ۸،۹ پر لکھی ہے۔[۳۳] قاضی صاحب نثر کے ساتھ ساتھ شاعری سے بھی لگاؤ رکھتے تھے آپ کا منظوم کلام دستیاب نہ ہوسکا۔ مولانا حالی کو مقدمہ شعر وشاعری لکھنے کا خیال آیا تو ان کی نظر علی گڑھ کے اکابر کی طرف اٹھنے سے پہلے قاضی سراج الدین کی طرف گئی۔ اور پھر وہ ناہن میں آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اس کا ذکر حالی نے اپنے ایک مکتوب میں بھی کیا ہے۔[۳۴]

علی گڑھ انسٹیوٹ گزٹ، ۵رفروری ۱۸۸۱ء میں منشی سراج الدین صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا جس کا عنوان ''شاعری'' ہے۔[۳۵]

قاضی صاحب نے چند دوستوں کے تعاون سے ''بزم سخن'' (راولپنڈی) کو بنیاد رکھی۔ اس بزم کی داغ بیل ۱۹۲۰ء میں ڈالی گئی۔ اور یہ تقریباً آٹھ نو سال تک کام کرتی رہی۔ کچھ عرصہ حافظ عبدالرشید جو ابھی (۱۹۲۲ء) نہ زندہ ہیں بلکہ چاق و چوبند اور تندرست وتوانا بھی ہیں اس بزم کے معتمد رہے۔ بزم سخن کے زیر اہتمام کبھی کبھی شعر وسخن کی محفلیں سجا کرتی تھیں۔ جن میں شہر کے چیدہ چیدہ ادبی ذوق رکھنے والے شامل ہوا کرتے تھے۔[۳۶] انہیں زمینداری کا بھی شوق تھا چھالیہ ضلع گجرات میں پانچ مربع زرعی اراضی تھی۔ کھنہ گاؤں کے مشرق میں کرنگ ندی کے کنارے مشرق کی جانب ایک بنگلہ، بارہ دری اور فوارے تفریح کے لیے بنوائے، باغات وغیرہ بھی اس علاقے میں لگوائے گئے۔

آپ کی رہائش ڈی، اے، وی کالج روڈ راولپنڈی میں تھی۔ لیکن آپ کا انتقال ۲۵رجولائی ۱۹۲۵ء مطابق ۴رمحرم ۱۳۴۳ھ بنگلہ نمبر ۱۶۲ متصل کلکتہ آفس (موجودہ ملٹری اکاونٹنٹ جنرل آفس صدر راولپنڈی) میں اپنی سالی کے ہاں ہوا۔ غسل میت صوفی علی اکبر المعروف لمکی والا نے دیا۔ نماز جنازہ کی امامت حافظ نور محمد صاحب امام صدر جنازہ تھے۔ میت کی تدفین کھنہ بنگلہ راولپنڈی میں ہوئی۔[۳۷]

قاضی صاحب کی اولاد دو بیویوں سے ہوئی۔ بڑی بیگم (صالحہ بیگم) سے ایک لڑکی غلام فاطمہ اور قاضی رشید احمد ہوئے۔......

قاضی صاحب کی دوسری بیوی (زینت جان) سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں۔ علاؤ الدین، آفتاب احمد، منیر احمد، آبرو بیگم، ماہ رو سلطانہ اور آرزو سلطانہ۔

قاضی صاحب کی تصانیف درج ذیل تھیں:

۱۔ فضیلت تعلیم یا معلم الطلباء، مطبوعہ ناہن ۱۸۹۱ء

۲۔ مجموعہ لیکچرز ہائے سرسید، مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ ۱۸۹۲ء

۳۔ سیرت الفاروق، مطبوعہ لاہور ۱۸۹۳ء

۴۔ سوانح عمری سرسید، غیر مطبوعہ لاہور ۱۸۹۲ء

۵۔ حیات صلاح الدین، مطبع بلالی ساڈھوڑہ، ضلع انبالہ، ۱۹۰۰ء

۶۔ داستان پاستان، تاریخی ناولوں کا سلسلہ تین حصے شائع ہوئے:

۱۔ فاتح ہسپانیہ حصہ اول، مطبوعہ چودھویں صدی پریس راولپنڈی، ۱۹۰۷

۲۔ فاتح ہسپانیہ حصہ دوم، مطبوعہ چودھویں صدی پریس راولپنڈی، س،ن

۳۔ فاتح ثانی ہسپانیہ حصہ سوم، مطبوعہ چودھویں صدی پریس راولپنڈی، ۱۳۲۷ھ

۷۔ حجاج بن یوسف، مترجم قاضی صاحب تھے، مطبوعہ چودھویں صدی پریس راولپنڈی، س،ن

۸۔ حقیقت خلافت، مطبع روز بازار امرتسر، ۱۹۲۰[۳۸]

حواشی

۱۔ محمد افتخار کھوکر، تاریخ صحافت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء، ص ۷۹

۲۔ حکیم محمد حسین طبیب احمد آبادی، مولوی حکیم محمد حسین بن حکیم قادر بخش، قوم بھٹہ، ۸۴۴ء، میں احمد آباد تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ عالم، شاعر، مصنف، مترجم اور نامور حکیم تھے۔ والد کے ہمراہ بھیرہ ضلع سرگودھا میں آباد ہوئے۔ بھیرہ میں ہی ۱۹۱۶ء میں فوت ہوئے، میاں مولانا بخش کشتہ، پناجبی شاعراں دا تذکرہ، عزیز پبلشرز لاہور، ۱۹۸۸ء

۳۔ ڈاکٹر وحید قریشی، کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ، مکتبہ ادب جدید، لاہور، ۱۹۶۵ء، ص ۲۳۹

۴۔ الحق، از غلامان مسیح موعود و مہدی مسعود (مرزا غلام احمد قادیانی) مطبوعہ چودھویں صدی پریس راولپنڈی، ۱۸۹۸ء، وغیرہ۔

۵۔ پیراندتہ درزی ساکن جوڑا سیاناں حال وارد راولپنڈی: تحفہ خادم، مطبع چودھویں صدی راولپنڈی، ۱۳۱۹ھ

۶۔ مولوی محبوب عالم، اردو صحافت کی ایک نادر تاریخ، مقدمہ و حواشی طاہر مسعود، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۰۷

۷۔ ڈاکٹر مسکین علی حجازی، پنجاب میں اُردو صحافت کی تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۷

۸۔ اُردو صحافت کی نادر تاریخ، ص ۱۷۰-۱۷۱

۹۔ ایضاً،ص ۱۷۰

۱۰۔ تاریخ صحافت،ص ۶۹

۱۱۔ ماہنامہ افکار راولپنڈی، افکار راولپنڈی ڈائرکٹری ۱۹۶۲ء،ص ۳۵۳-۳۵۴

۱۲۔ قاضی سراج الدین احمد، داستان پاستان، حصہ اول، فاتح ہسپانیہ،مطبع چودھویں صدی راولپنڈی، ۱۹۰۷ء،ص آخر

۱۳۔ پنجاب میں اُردو صحافت کی تاریخ،ص ۱۸۹

۱۴۔ کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ،ص ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸

۱۵۔ ایضاً،ص ۲۸

۱۶۔ اصغرعباسی، سرسید کی صحافت، انجمن ترقی اُردو، ہند، دلی، ۱۹۷۵ء،ص ۱۷۸

۱۷۔ ایضاً،ص ۱۷۸

۱۸۔ سرسید ان پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ انہوں نے اپنے ایک خط میں لکھا کہ پنجاب میں قاضی سراج الدین احمد کے علاوہ اگر اور آدمی بھی میری تحریک چلانے والا ہوتا تو سارے پنجاب کو باسانی مسخر کیا جاسکتا تھا۔ اردو صحافت کی ایک نادر تاریخ،ص ۱۷۳-۱۷۴

۱۹۔ سرسید نے اپنی اس سوانح عمری کا ذکر مولوی محمد ممتاز علی صاحب کے نام سے اپنے ایک میل بھی کیا ہے۔ سرسید لکھتے ہیں ۔ نئی بات یہ ہے کہ حاجی محمد اسماعیل خان صاحب نے جو میری لیف (لائف) منشی سراج الدین سے لکھوائی تھی۔ وہ مسودہ انہوں نے مولوی الطاف حسین صاحب کو دیدیا۔نقوش لاہور، خطوط نمبر، اپریل، مئی ۱۹۶۸ء،ص ۳۵

۲۰۔ مولانا الطاف حسین حالی، حیات جاوید، آئینہ ادب، انارکلی، لاہور، ۱۹۶۶ء،ص ۵۵

۲۱۔ کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ،ص ۲۳۰

۲۲۔ ایضاً،ص ۲۳۷

۲۳۔ ایضاً،ص ۲۳۸

۲۴۔ احمد سعید،''مسلمانان پنجاب کی سماجی اور فلاحی انجمنیں''، ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور،۲۰۰۴ء،ص ۲۵۰

۲۵۔ ایضاً،ص ۳۶۳

۲۶۔ راجہ محمد عارف منہاس، تاریخ راولپنڈی وتحریک پاکستان،

۲۷۔ کرم حیدری ایم۔اے، سرزمین پوٹھوہار، مکتبہ المحمود،۱۳-۹ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی،طبع دوم،۱۹۸۰ء ص ۱۰۷

۲۸۔ کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ،ص۲۴۳

۲۹۔ ایضاً،ص۲۴۳،۲۴۴

۳۰۔ ایضاً،ص۲۴۴، ۲۴۵

۳۱۔ عزیز ملک، راول دیس، بک سنٹر حیدر روڈ، صدر، راولپنڈی، ۱۹۷۰،ص۱۵۴

۳۲۔ کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ،ص ۲۴۵

۳۳۔ مولانا گل فقیر احمد پشاوری، مقالات مرضیہ المعروف ملفوظات مہریہ، مترجم فیض احمد فیض، مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ، لاہور طبع چہارم ۱۹۹۷ء، ص ۸،۹

۳۴۔ کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ،ص۲۲۴

۳۵۔ سرسید کی صحافت،ص۱۸۰

۳۶۔ سرزمین پوٹھوہار ،ص ۱۰۷

۳۷۔ کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ،ص ۲۴۵

۳۸۔ حیات صلاح الدین اور حقیقت خلافت دونوں کتابیں میرے ذاتی کتب خانہ بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں محفوظ ہیں۔ جبکہ داستان پاستان کی جلدیں برادر عزیز راشد علی زئی حضرو ضلع اٹک کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔